اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۳۵

نمبر ۱۳۸ | مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۵ محرم ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۹- مئی بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لے آئے حضور کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔

۱۸- مئی جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے کے ہاں اُن کی بڑی اہلیہ سے لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے ۔

مولوی چراغ الدین صاحب مہتمم تبلیغ صوبہ سرحد ۱۸ مئی ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں تبلیغی دورہ کے لئے اور مولوی عبدالغفور صاحب ۱۹- مئی کو ناروال ضلع سیالکوٹ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے روانہ کئے گئے ۔

کشمیری پنڈتوں اور دوسرے ہندوؤں کی شورش

کشمیر سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ کشمیری پنڈت اور دوسرے ہندو روز بروز شورش انگیزی۔ اور قانون شکنی میں بڑھ رہے ہیں۔ باوجود ممانعت کے روزانہ کئی جلسے کرتے ہیں۔ جن میں اشتعال انگیز تقریروں کے علاوہ کانگرس زندہ باد۔ مہاتما گاندھی زندہ باد۔ انقلاب زندہ باد۔ گلینسی کمیشن مُردہ باد۔ برٹش گورنمنٹ مردہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ برٹش حکام کو کانگرس سے مرعوب کر کے ان اصلاحات سے روک دیا جائے۔ جو گلینسی کمیشن کی رپورٹ اور مہاراجہ بہادر کے اعلان کے رُو سے ہونے والی ہیں۔ یہ بھی بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ ریاستی حکام۔ ہندو وکلاء جیل کے ملازم وغیرہ سب شورش انگیز پنڈتوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں جن کو قانون شکنی کی وجہ سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ ان کی ہر طرح خاطر تواضع کی جاتی ہے ۔

اگر ریاستی حکام کا یہ رویّہ نہ ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ نہایت قلیل التعداد پنڈتوں کی شورش اس وقت تک دب نہ جاتی۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ حکام اپنا فرض محسوس کریں۔ اور کانگرسی زہر کو ریاست میں داخل نہ ہونے دیں ورنہ اس کے نہایت خطرناک نتائج رونما ہونگے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کرنے والے احباب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرنے والے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضور نے ملاقات کے لئے ۱۱ سے ۱۲ بجے تک وقت مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے احباب حضور کی ملاقات کے لئے وقت مقررہ پر تشریف لایا کریں۔ آگے پیچھے تشریف لاکر اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ نہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا۔

علاوہ ازیں جن احباب کو حضور ملاقات کے لئے وقت عطا فرمائیں۔ انہیں چاہیئے اپنے وقت مقررہ کی پابندی کریں تعجب ہوتا ہے۔ کہ بعض احباب جو انتظار ملاقات میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ ان لوگوں پر کڑھتے ہیں۔ جو ملاقات کر رہے ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ وقت کی پابندی کیوں نہیں کی جاتی۔ لیکن جب خود ملاقات کے لئے بیٹھتے ہیں۔ تو وقت کا مطلق خیال نہیں رکھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وقت کا خیال نہ کرنے سے حضور کا پروگرام ٹوٹ جاتا ہے۔ اور باقی ملاقات کرنے والوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر احباب کرام اپنے تجویز کردہ وقت کی پابندی کریں۔ تو ہر دو فریق کو سہولت رہے ۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

افریقہ سے کشمیر کمیٹی کی مالی امداد

جنجہ (یوگنڈا) کی مندرجہ ذیل بہنوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے چندہ بھجوایا ہے:۔

نمبر		نام	رقم	
۱	اہلیہ صاحبہ	میاں عبدالحی صاحب	۱۰	شلنگ
۲	" "	ملک نصر اللہ خانصاحب	۵	"
۳	" "	فضل الدین صاحب	۱۱	"
۴	" "	عزیز الدین صاحب	۶	"
۵	" "	سردار خاں صاحب	۵	"
۶	" "	محمد حسین صاحب	۵	"
۷	" "	عبدالعلی صاحب (بیوہ)	۱۰	"
۸	بیوہ	دین محمد صاحب مرحوم	۲	"
۹	اہلیہ صاحبہ	امام بخش صاحب	۲	"

اہلیہ صاحبہ عبدالغنی صاحب	۲	شلنگ
" عبدالرحمن صاحب	۲	"
" نظام دین صاحب	۳	"
کل	۷۳	شلنگ

ہم ان تمام بہنوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دوسری بہنیں بھی کشمیر کی مظلوم بیواؤں اور بے کس یتیموں کا خاص طور پر خیال رکھیں گی۔ اور امدادی رقوم آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بھجواتی رہیں گی۔ شمس کا شمیری جائنٹ سکرٹری کشمیر کمیٹی

فسادات پونچھ کی اصل حقیقت

مسلمانان پونچھ پر بغاوت کا الزام بے بنیاد ہے

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی ایک اہم تقریر

مورخہ ۱۸ مئی بعد نماز عشاء محلہ دارالرحمت قادیان میں ایک مجمع کثیر میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے جنہوں نے بحیثیت نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی علاقہ پونچھ کا مسلسل ایک ماہ دورہ کیا۔ حالات پونچھ پر ایک نہایت دردانگیز تبصرہ کیا۔ آپ کی تقریر ۔۔۔ گھنٹہ تک مسلسل جاری رہی۔ سامعین نے نہایت غور سے تقریر سنی۔ واقعات کی تصویر بہت بھیانک اور لہو کے آنسو رلانے والی تھی۔ اگرچہ پریس کے نمائندوں نے شامل جلسہ ہو کر آپ کی تقریر کے نوٹ لئے۔ مگر جناب شاہ صاحب موصوف نے ان کی اشاعت سے مصلحتاً روک دیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اگر راجہ صاحب پونچھ کی طرف سے حالات رو باصلاح نہ ہوئے۔ تو وہ خود ان واقعات کو اپنے قلم سے دنیا کے سامنے لائیں گے۔ جو زبردست دلائل اور مستند شہادتیں آپ نے واقعات کی روشنی میں سامعین کے سامنے پیش کیں۔ وہ اس قدر واضح اور مبین ہیں۔ کہ ایک معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ فسادات کو اہالیان پونچھ کی منظم بغاوت کا جو نتیجہ بتلایا جاتا ہے۔ وہ بالکل لایعنی اور بے بنیاد ہے۔ جناب شاہ صاحب موصوف نے علاوہ پونچھ کی تین تحصیلوں اور تھکیالہ پڑاوہ اور کوٹلی کے ایک حصہ کا دورہ گاؤں بگاؤں پھر کر کیا۔ اور حالات سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کر کے جناب راجہ صاحب والئے جاگیر پونچھ و تھکیالہ پڑاوہ سے تین ملاقاتیں کیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہے کہ راجہ صاحب نے شاہ صاحب کی پیش کردہ چھ تجاویز میں سے پانچ کو تسلیم کر لیا ہے۔ جن میں سے ایک کا تعلق تھکیالہ پڑاوا کی محصول چنگی کے ساتھ ہے۔ اور دوسری علاقہ مینڈر اور علاقہ سوہرن کے سابقہ مجوزہ جرمانوں کی منسوخی اور تیسری اپیلوں کی سماعت بذریعہ ٹریبونل مشتمل ایک ہندو جج اور ایک مسلمان جج۔ چوتھی نقصانات کا اندازہ بذریعہ پنچائت۔ پانچویں بعض حکام جن سے فسادات کے ضمن میں بہت سی بے عنوانیاں سرزد ہوئی ہیں ان کو سزا دینے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں:۔

جناب شاہ صاحب نے بتایا۔ کہ جناب راجہ صاحب والئے پونچھ کی طرف سے اگرچہ انہیں موثق وعدہ دیا گیا ہے مگر ان کے ایک ذمہ دار اور سب سے اعلیٰ مشیر کار کے متعلق بعض قوی شبہات کا اظہار کیا جس سے وہ شدید خطرہ کو محسوس کر رہے ہیں۔ کہ کہیں جناب راجہ صاحب کو ایسے راستے پر نہ ڈال دے۔ جو جاگیر کے لئے مشکلات اور بربادی کا موجب ہو۔ اور اس خطرے کا تدارک کرنا ان کی رائے میں ازبس ضروری ہے۔ حکومت کے نظم و نسق کی گری ہوئی حالت۔ اور رشوت ستانی کی حیرت انگیز داستان بیان کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ ریاست پونچھ ایک اندھیر نگری معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ ایک گندا انڈا ہے۔ جو پھوٹنے پر سخت بدبودار ہوتا ہے۔ پبلک نے ان سے بزور التماس کی ہے۔ کہ ان واقعات کو صحیفہ جرائد پر لایا جائے تا دنیا دیکھے۔ کہ اس تہذیب و تمدن کے زمانہ میں یہ ایک سیاہ و تاریک اور نہایت بدنما دھبہ ہے۔ جو جس قدر جلد مٹایا جا سکے۔ خود راجہ صاحب اور ان کی جاگیر کے ثبات کے لئے ازبس مفید ہے۔ واقعات بہت دردناک ہیں۔ اور عام سننے والے ایک حیرت اور دہشت میں تھے۔

آپ نے کوٹلی کے واقعات پر بھی مختصر الفاظ میں تبصرہ کیا اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ یہ سب باتیں جلدی ہی آپ کے قلم سے پبلک کے سامنے آجائیں گی ۔

صوفی حسن موسیٰ خاں صاحب کے متعلق اطلاع

بعض جگہوں پر یہ خبر مشہور ہے۔ کہ مکرمی صوفی حسن موسےٰ خاں صاحب آنریری مبلغ اسلام جو آسٹریلیا میں رہتے تھے۔ فوت ہو گئے ہیں یہ خبر غلط ہے۔ صوفی صاحب بخیریت ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ چنانچہ ۲۲ اپریل کو ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دفتر میں پہونچا ہے۔ ۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

360

نمبر ۱۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

مظلومین کشمیر کی امداد کا نہایت اہم سوال

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مالی امداد کی فوری ضرورت

اعتراف خدمات

اگرچہ سیاسی مصالح کے ماتحت ابھی تک آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی وُہ خدمات جو اس نے مظلومین کشمیر کے مصائب کو دُور کرنے کے لئے کی ہیں۔ پوری وضاحت سے پبلک کے سامنے نہیں آسکیں اور اس کی مخلصانہ مساعی کے تمام پہلو منظر عام پر نہیں لائے جاسکے۔ لیکن پھر بھی اس کمیٹی نے جس اخلاص۔ دردمندی۔ بے نفسی۔ ایثار اور محنت سے کام کیا ہے۔ اسے تمام حقیقت آشنا مسلمان قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مسلمانوں کے تمام مقتدر جرائد کئی بار اس کا اعتراف کر چکے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خطۂ کشمیر کے مسلم رہنما متعدد بار اپنے اعلانات میں اس کا اقرار کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند سے بار بار استدعا کر چکے ہیں۔ کہ ان کی امداد کا صحیح طریق یہی ہے۔ کہ اس کمیٹی کو مالی لحاظ سے مضبوط کیا جائے ؛

بیش بہا امداد

حقیقت یہ ہے۔ کہ کشمیر کے غریب اور بے کس مسلمانوں کی اس وقت تک جو کچھ بھی اشک شوئی کی گئی ہے۔ ان کے مطالبات اور شکایات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور ریاست کے نظم و نسق میں جو تھوڑی بہت تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ وُہ اس کمیٹی کی تگ و دو اور جد و جہد کا ہی نتیجہ ہے۔ اپنے مطالبات اور شکایات کو معقول اور مؤثر طریق پر پیش کرنے کے لئے اس کمیٹی نے رہنمایان کشمیر کی جو رہنمائی کی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ گلینسی کمیشن کو بھی انہیں تسلیم کرنا پڑا۔ حالانکہ اس کمیشن میں مسلمانوں کی نمائندگی کا قطعی خیال نہ رکھا گیا تھا۔ اول تو ان کے نمائندے ہی بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے۔ ان میں سے بھی کسی ایک کو سیاسیات کا قطعاً تجربہ نہ تھا۔ اس کے علاوہ قانونی لحاظ سے جو قابلِ قدر امداد وہاں کے سیاسی اسیروں اور ناکردہ گناہ ملزمین کو اس کمیٹی نے بہم پہونچائی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جو بے گناہ مختلف ہنگامہ خیزیوں کے مواقع پر ریاست کے جبر و تشدد کا نشانہ بن کر ہلاک ہو چکے ہیں۔ یا ناکارہ ہو چکے ہیں۔ ان کے پسماندگان کی خبر گیری ان کی بیواؤں کی نگہداشت اور ان کے یتیموں کی پرورش کا جس فراخدلی سے اس کمیٹی نے انتظام کیا ہے۔ وُہ کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر جن لوگوں کا کاروبار تباہ ہو چکا ہے۔ یا جو اپنے ذرائع آمدنی سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس کمیٹی نے نہایت وسعت حوصلہ کے ساتھ ان کی طرف اپنا دستِ اعانت بڑھا کر ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے ؛

مسلمانوں کی غفلت

ظاہر ہے۔ کہ یہ تمام کام بہت بڑے اخراجات کو چاہتے ہیں اور ان کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانان ہند کا نہ صرف قومی بلکہ اسلامی فرض ہے۔ کہ اس کمیٹی کو زیادہ سے زیادہ مالی امداد بہم پہونچائیں۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے اس لحاظ سے اپنی فرض شناسی کا پُورا ثبوت نہیں دیا ؛

مسلمانوں میں ایک خطرناک مرض

مسلمانانِ ہند میں یہ ایک بہت بڑا اور تباہ کن مرض ہے۔ کہ وُہ ہنگامہ خیزی سے بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح بے نتیجہ کاموں میں اپنی قوت عمل اور روپیہ کو برباد کر کے پھر خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ٹھوس اور مفید کام کرنے والوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور اس عادت کے باعث بے حد نقصان اٹھا چکے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ مظلومین کشمیر کے معاملہ میں بھی وُہ اسی عادت دیرینہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں کو جنہوں نے بے فائدہ شور و غوغا اور کثرت نقصان رساں طریق عمل سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ہزاروں مسلمانان پنجاب کو خواہ مخواہ جیل خانوں میں بھیجدیا ان کے کاروبار کو تباہ کر دیا۔ اور انہیں غلط رستہ پر ڈال کر مسلمانان کشمیر کے مفاد کو بے حد نقصان پہونچایا۔ کشمیری مسلمانوں کے رہنماؤں کے بار بار کے انتباہ کے باوجود انہیں لاکھوں روپیہ فراہم کر دیا حالانکہ اس کا فائدہ سوائے چند ایک افراد کی ذاتوں کے کسی کو نہیں پہونچا۔ لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی جیسی ٹھوس اور مفید کام کرنے والی جماعت کے متعلق آج تک انہوں نے اپنے فرض کو محسوس نہیں کیا ؛

کشمیر کمیٹی کی مالی حالت اور وقت کی نزاکت

۹ - مئی سنہ ۱۹۳۲ء کو لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا جو اجلاس منعقد ہوا ہے۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بحیثیت صدر جو بیان دیا۔ وُہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ کمیٹی مسلمانوں کی غفلت کے باعث مقروض ہے۔ اور اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ اگر روپیہ مہیا کرنے کے لئے مسلمانوں نے اپنے فرض کو جلد از جلد محسوس نہ کیا۔ تو کمیٹی کو چار و ناچار اپنے کام کو بند کر دینا پڑے گا جو مسلمانانِ کشمیر کو موت کے مونہہ میں ڈال دینے کے مترادف ہو گا۔ اس کمیٹی کی مساعی سے گلینسی کمیشن نے جو سفارشات کی ہیں۔ اور جنہیں مہاراجہ صاحب نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اب ان کے عملی نفاذ کا وقت ہے۔ لیکن جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے اگر مسلمانوں کی غفلت اور لاپرواہی کے باعث کشمیر کمیٹی اپنی جد و جہد جاری نہ رکھ سکی۔ تو ظاہر ہے کہ اس وقت تک جو کچھ ہوا ہے وُہ سراسر بے نتیجہ ہو گا۔ مسلمانانِ کشمیر کی تمام قربانیاں ضائع چلی جائیں گی۔ اور ڈوگرہ حکومت کا جبر و تشدد پہلے سے بھی زیادہ شدید صورت اختیار کر جائے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کی حالیہ جد و جہد نے ان کو بے حد مشتعل کر رکھا ہے اور وُہ دل و جان سے چاہتے ہیں۔ کہ انہیں موقعہ ملے۔ تو دِل کا بخار نکالیں۔ چنانچہ اب بھی انہیں جہاں کہیں موقعہ ملتا ہے۔ ایک طرف تو مسلمانوں پر جبر و تشدد کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ جاؤ گلینسی سے کہو۔ تمہیں حقوق دِلائے ؛

جماعت احمدیہ کی امداد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ اگر جماعت احمدیہ کے چندوں کو الگ کر دیا جائے۔ تو اس وقت تک تمام ہندوستان کے مسلمانوں نے صرف سات ہزار روپیہ کشمیر کمیٹی کو دیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے ایک ایک شخص اس سے زیادہ دینے کی استطاعت رکھتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اپنی قلت تعداد اور سلسلہ کے کاموں کے بے حد مختلف اور مسلسل قربانیوں کے باوجود اس سے بہت زیادہ دے چکی ہے۔ اس کے سات آٹھ قابل وکلاء اپنے ذاتی مصارف پر کئی کئی ماہ سے ریاست کے مختلف حصوں میں مقدمات میں مبتلا مسلمانوں کی امداد کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی نوجوان اپنے کام کاج چھوڑ کر بلکہ کئی تعلیم کو ترک کر کے مسلمانانِ ریاست کی صحیح راہ نمائی کے لئے اور ڈوگروں کی ستم رانی سے انہیں محفوظ رکھنے کے لئے اس علاقہ میں کام کر رہے ہیں ؛

مُسلمانوں کا فرض

پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ دیگر مُسلمان جو اپنی ذاتی ضروریات۔ اپنے بال بچوں کی پرورش۔ بلکہ آرام و آسائش پر روپیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ ان یتیموں اور بیواؤں کا کوئی خیال نہ کریں جنھیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور ان کی امداد کے لئے اس قدر روپیہ بھی فراہم نہ کر سکیں۔ جتنا جماعت احمدیہ اپنی قلت تعداد کے باوجود دے چکی ہے۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اپنے مظلوم بھائیوں اور قوم کے یتامیٰ اور بیواؤں کے متعلق بحیثیت مُسلمان ان پر جو فرض عائد ہوتا ہے۔ عمداً اس سے ایسی افسوسناک غفلت اور لاپرواہی کے لئے وُہ خدا تعالےٰ کے حضور کیا جواب دیں گے ؛

اموال کا صحیح مصرف

انسان کا مال و دولت چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ اگر آج ایک کے پاس ہے۔ تو کل دُوسرے کے قبضہ میں۔ اس لئے مبارک ہیں۔ وُہ لوگ جو مالدار ہونے کی حیثیت میں حاجت مندوں کی طرف سے غافل نہ ہوں۔ اور اپنے اموال سے ان لوگوں کے حصّہ کی ادائیگی نہ بھول جائیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے حقدار بنایا ہے اور سچ تو یہ ہے۔ کہ روپیہ کا صحیح مصرف یہی ہے۔ کہ وُہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں خرچ ہو۔ اور مستحقین کے کام آئے۔ جو شخص اس بات کو فراموش کرتا ہے۔ اس کا مال اس کے لئے نعمت نہیں بلکہ ابتلاء کا موجب ہے۔ جو اسے خدا تعالےٰ کے مواخذہ کے نیچے لائے گا ؛

جماعت احمدیہ کا فرض

جماعت احمدیہ کے احباب کا فرض ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق جہاں خود بھی اس نیک تحریک میں پہلے سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ حصہ لیں۔ اور حضور کی تجویز کردہ شرح کے مطابق اس کے لئے باقاعدہ چندہ ادا کریں وہاں دُوسرے مسلمانوں کو بھی اس طرف توجہ کریں۔ انہیں اپنے فرض کا احساس کرائیں۔ بار بار ان کے پاس جا کر اس اہم اور فوری ضرورت کی طرف انہیں توجہ دلائیں۔ غریب و بیکس مسلمانوں ان کے یتیم بچوں اور بیواؤں اور ناکردہ گناہ اسیروں اور مصائب میں مبتلاء لوگوں کی امداد پر ان کو آمادہ کر کے اللہ تعالےٰ سے دوہرے اجر کے مستحق ہوں ؛

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اگر ایک ایسے شخص کو جس کے پہلو میں دل موجُود ہے۔ ان زہرہ گداز واقعات سے آگاہ اور وہاں کے یتیموں اور بیواؤں کی دردناک حالت سے واقف کیا جائے۔ تو وُہ ان کی امداد پر آمادہ نہ ہو۔ کشمیر میں مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے گئے ہیں ممکن نہیں کہ ایک مسلمان انہیں سُنے۔ اور پھر ان کے لئے چند پیسوں یا روپوں کی قربانی کی توفیق نہ پا سکے ؛

ہندوؤں کی فتنہ انگیزیاں

ہر قوم۔ ہر خیال۔ ہر طبقہ اور ہر میدان میں کام کرنے والے لیڈر اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا انحصار ہندو مسلم اتحاد پر ہے۔ اس کے بغیر کوئی کوشش کامیاب اور کوئی سعی مشکور نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہندوؤں کی یہ ذہنیت سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ایک طرف تو وُہ زور شور سے آزادیٔ وطن کے دعاوی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانیوں پر آمادہ دکھائی دیتے ہیں۔ اور بزعم خویش اسی مقصد کے حصول کے لئے ہزار ہا قسم کی فتنہ انگیزیاں۔ سازشیں اور قانون شکنیاں کرتے پھرتے ہیں مگر دوسری طرف آزادیٔ ہند اور استخلاص وطن کا جو صحیح اور مسلمہ طریق ہے۔ اس کے نزدیک تک نہیں پھٹکتے۔ یعنی نہ تو وُہ مسلمانوں سے ان کے حقوق کے متعلق سمجھوتہ کرتے ہیں۔ نہ انہیں آرام و چین سے بیٹھنے ہی دیتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ کسی نہ کسی جگہ فتنہ انگیزی کر کے فساد پیدا کرتے رہتے ہیں ؛

چنانچہ ۱۴ ماہ حال کو دو مسلمان لڑکوں کو بلاوجہ زدوکوب کر کے بمبئی میں ہندوؤں کی طرف سے جو نائرہ فساد مشتعل کیا گیا۔ اس وقت تک جو اطلاعات بہم پہونچ سکی ہے۔ ان کے مطابق اس میں ستر کے قریب انسانی جانیں ضایع ہو چکی ہیں اور مجروحین کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ پہونچ چکی ہے اموال و جائداد کا جو نقصان ہوا۔ وُہ اس سے علیحدہ ہے اور مفسد ہندوؤں کی فطری کمینگی کا یہ عالم ہے۔ کہ مسجدوں کو بھی نذر آتش کرنے سے باز نہ رہ سکے ؛

کون شخص ہے۔ جو ہندوؤں کے قول اور فعل میں اس قدر بین تفاوت کے ہوتے ہوئے کہہ سکے۔ کہ یہ قوم ہندوستان کو آزاد دیکھنا چاہتی ہے۔ جبکہ وُہ عین موقعہ پر بھی نہ صرف یہ کہ صحیح راستہ کی طرف نہیں آتی۔ بلکہ روز بروز اختلافات اور بیگانگت کی خلیج کو اپنی فطری فتنہ پسندی کے باعث وسیع کرتی جارہی ہے یہ اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کہ اس قوم کو آزادیٔ ہند کا کوئی خیال نہیں۔ بلکہ اس کا منشاء یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو حکومت کو مرعوب کر کے اپنے موجودہ تسلط و اقتدار کی بحالی پر مجبور کرے اور دوسری طرف مسلمانوں کو اس طرح ڈرا دھمکا کر مطالبۂ حقوق سے روکنے کی کوشش کرے ؛

لیکن یہ دونوں باتیں ناممکن العمل ہیں۔ مسلمان بیدار ہو چکے ہیں۔ اور اپنے حقوق کے حصول کا عزم صمیم لے کر اُٹھے ہیں۔ نہ تو حکومت کی ہندو نوازی انہیں ان کے جائز حقوق سے محروم رکھ سکتی ہے۔ اور نہ ہندوؤں کی مسلم کشی ؛

ڈاکٹر امبدکر پر ہندوؤں کے ڈورے

ہندو قوم بے حد خود غرض اور مطلب پرست واقع ہوئی ہے اور مطلب برآری کے لئے بڑی سے بڑی بے غیرتی اور اپنے مذہبی و تمدنی اصول کی خلاف ورزی کے لئے بھی تیار ہو جاتی ہے ؛

اپنے مذہبی احکام کی تعمیل اور تمدنی رسم و رواج کی پابندی میں ان کے ہاں اچھوتوں سے جو انسانیت سوز سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ وُہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور آئے دن اس کی تازہ ترین امثلہ اخبار بین حضرات کے سامنے آتی رہتی ہیں لیکن ہندو یہ دیکھ کر کہ ڈاکٹر امبدکر اور اچھوتوں کے دوسرے حقیقی رہنما اب انہیں ہندوؤں سے بالکل علیحدہ کر کے ان کے لئے جداگانہ حیثیت سے باعزت زندگی گزارنے کا انتظام کرنے پر مصر ہیں۔ جو ہندوستان میں ہندوؤں کے لئے جاسیاسی تفوق اور تسلط پر کاری ضرب کے مترادف ہے۔ کوشش کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر امبدکر وغیرہ ان کے جال میں پھنس کر اپنے اس مشن سے دست بردار ہو جائیں۔ اور اچھوتوں کو حسب سابق ان کے رحم پر چھوڑ دیں۔ اس کے لئے وُہ انتہائی دناءت اور بے غیرتی کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں ؛

پچھلے دنوں ڈاکٹر امبدکر جب لاہور آئے۔ تو ان کے اعزاز میں ہندوؤں کی طرف سے ایک پارٹی دی گئی۔ اور انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ کہ "پنجاب میں چھُوت چھات موجود نہیں ہے" لیکن ڈاکٹر صاحب نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ کہ امتیاز مٹ رہا ہے" آخر ڈاکٹر صاحب کو اپنے ڈھب پر لانے کے لئے ہندو سیاست کا پُرانا حربہ استعمال کیا گیا۔ چنانچہ "پرتاپ" ۲۶-اپریل لکھتا ہے ؛

"ڈاکٹر صاحب سے یہاں تک کہا گیا۔ کہ اگر آپ اپنے لڑکے کی اونچی ذات میں شادی کرنا چاہیں۔ تو ہو سکتی ہے"

لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف نے اسے بھی ایک سیاسی چال سمجھ کر ٹھکرا دیا ؛

اگر ہندو واقعی اچھوتوں سے رشتہ داری کے تعلقات قائم کرنے کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ تو انہیں عام اعلان کر دینا چاہیئے۔ اور عام اچھوتوں کو اپنی لڑکیاں دینے پر آمادہ ہونا چاہیئے ورنہ ڈاکٹر امبدکر جیسے بلند سوشل حیثیت اور عالمگیر شہرت رکھنے والے شخص کے لڑکے کو لڑکی دینے پر آمادگی "اچھوت پن کے فنا ہو جانے کا" ثبوت نہیں۔ بلکہ ایک فریب ہے ؛

کیا عجیب بات ہے۔ کہ عام اچھوتوں کے ساتھ تو ہندو بدستور وہی انسانیت سوز سلوک کر رہے ہیں لیکن مطلب برآری کے لئے ڈاکٹر امبدکر کو ان کی خواہش کے بغیر ہی لڑکیاں پیش کرتے ہیں ؛

الٰہی سلسلہ کے ابتدائی ایام کے کارکنوں کا مقام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک تازہ تقریر

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے ۱۴ مئی کو صدر انجمن احمدیہ کے کلیریکل سٹاف کی طرف سے جناب میرزا محمد اشرف صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔ اور ایڈریس پیش کیا گیا۔ جو کسی دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی :۔ (ایڈیٹر)

آج کی تقریب جس کے لئے ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں اس لحاظ سے ایک

نئے دور کا افتتاح

ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے ابتدائی ایام سے ایک نظام کے ماتحت سلسلہ کا کام کیا۔ ان سے کچھ لوگ ایام کارکردگی کو پورا کر کے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ پہلا دور ان لوگوں کا تھا جنہوں نے ابتدائی ایام میں

انفرادی جدوجہد

میں حصہ لیا۔ اور ایک ایک کر کے ہم سے جدا ہوتے گئے۔ اب یہ نیا دور شروع ہوا ہے۔ کہ ایسے لوگ جنہوں نے نظام کے ماتحت ابتدائی ایام میں سلسلہ کی خدمات کیں۔ اب ایام کارکردگی پورا ہونے کے بعد ریٹائر ہو رہے ہیں۔ اس

نئے دور کا لازمی نتیجہ

یہ ہوگا۔ کہ بعض ماتحت افسر ہو جائیں گے۔ اور بعض افسر اور ترقی کرینگے حتیٰ کہ نیچے کی طرف سے حرکت پیدا ہو کر آگے کی طرف بڑھتی جائیگی اور یہ چیز اپنے ساتھ امنگیں بھی لاتی ہے۔ اور

خطرات و فتن

بھی۔ کیونکہ جہاں ایک طرف اس سے ایک ماتحت کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی کے رستے کھل رہے ہیں۔ اور اس طرح اس کے دل میں امنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ وہاں یہ بات بھی پیدا ہوتی ہے۔ کہ نئے کارکن آگے آتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی

ترقی کی وجہ

صرف یہی ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے ایک لمبا عرصہ خدمت کی ہے۔ اور یہ چیز جہاں فوائد اپنے اندر رکھتی ہے۔ وہاں خطرات سے بھی خالی نہیں مگر بہر حال دنیا کے تجربہ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی قوم کی امنگوں کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی ترقی کے راستے کھلے رکھے جائیں۔ کیونکہ جب یہ مسدود کر دیئے جائیں۔ تو امنگیں مٹ جاتی ہیں۔ اور جب امنگیں مٹ جائیں۔ تو

انسانی دماغ کی سرسبزی اور شادابی

جس پر دنیا کی ترقی کا انحصار ہے۔ کھوئی جاتی ہے۔

جب سے میں نے سلسلہ کے کام اور نظام کو وسیع کرنے اور

ایک نیا ڈھانچہ

دینے کی کوشش کی ہے۔ اسی وقت سے یہ بات مدنظر رکھی ہے۔ کہ جو لوگ ماتحتی میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی ترقی کے رستے کھلے رہیں

ہمارے سلسلہ کے کام

دو حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسانوں کے تعاون پر ان کی بنیاد ہونی چاہئیے۔ یعنی ایسے لوگ ہوں۔ جو خیالات اور جذبات میں کام لینے والے سے متفق ہوں۔ ایسے کاموں کے لئے باہر سے آدمی چنے جاسکتے ہیں۔ جو انہیں سرانجام دے سکیں تمام حکومتوں کا یہی دستور ہے۔ کہ وہ وزراء باہر سے مقرر کرتی ہیں اور اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بیرونی لوگوں کے خیالات ایسے تغیر پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ جن سے

قوم کی رگوں میں نیا خون

پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے دفتری کام کے نتیجہ میں دماغ کی ساخت ایک خاص قسم کی ہو جاتی ہے۔ اور

جدت کا مادہ

قائم نہیں رہتا۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ باہر سے ایسے لوگ لائے جائیں۔ جو

بیرونی خیالات

قوم میں داخل کر کے نیا رنگ اور نیا جوش پیدا کریں۔ لیکن ایک حصہ ایسا بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ جو اس

نظام کے قوانین

اور آئین و ضوابط کی باریکیوں کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کارکنوں کے لئے ترقی کے راستے کھلے ہوں پس یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ یہ بھی کہ ایسے لوگ باہر سے لائے جائیں جو ماتحت عملہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تا وہ

دماغ کا کام

دیں۔ اور ایسے لوگوں کو بھی ترقی دی جائے۔ جو تفصیلات سے آگاہ ہوں۔ اور شروع سے ترقی کر کے ایک مقام پر پہنچیں۔ تا وہ دوسرے اعضاء کا کام دے سکیں۔ اس کے لئے میں نے مدت سے یہ سکیم مقرر کی ہوئی ہے۔ کہ بعض عہدے جو ذمہ داری کے بھی ہوں۔ اور جن کے ساتھ ایک لمبے دفتری تجربہ کا بھی تعلق ہو خصوصاً

محاسب اور آڈیٹر کا عہدہ

ان لوگوں کے لئے محفوظ کر دیئے جائیں۔ جو زینہ بہ زینہ ترقی کرتے ہیں۔

اس وقت ہمارے تمام کام ایسے ہیں۔ جیسے آگرہ میں پتھر کے تاج محل بنائے جاتے ہیں۔ گویا ایک کھلونا ہے۔ لیکن کھلونے کی حیثیت اسی صورت میں ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ جس میں وہ بنایا جاتا ہے۔ مگر

ہمارے سلسلہ کا کھلونا

خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اور اس لئے اس کی مشابہت زیادہ تر اس کھلونے سے ہے۔ جو ماں کے رحم میں تیار ہوتا ہے۔ وہ ایک

نہایت چھوٹی سی چیز

ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے اندر ویسا ہی سر، ناک، آنکھیں وغیرہ ہوتی ہیں جیسی انسان کے جسم میں۔ لیکن ابتدائی حالت میں وہ نہایت بے حقیقت سی چیز ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ صرف خوردبین کی مدد سے ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ پھر وہ اس قابل ہوتی ہے۔ کہ آنکھوں سے نظر آتی ہے۔ لیکن نہایت ہی مضحکہ خیز شکل ہوتی ہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ کامل ہوتی ہے۔ اور نہ صرف دنیا کی زینت ہو جاتی ہے۔ بلکہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہی

دنیا کا مقصود

ہے۔ اور دنیا پیدا ہی اس کے لئے کی گئی ہے۔

اسی طرح اس وقت ہمارا نظام اگرچہ بہت قلیل اور محدود ہے لیکن ایک وقت آئیگا جب

دنیا کی ترقی کا انحصار

اس پر ہوگا۔ اور روحانی ترقیات کی طرح مادی ترقیات بھی احمدیت کے قبضہ میں ہونگی جس طرح آج بنک آف انگلینڈ میں ذرا سی کمزوری پیدا ہونے سے حکومتیں بدل جاتی ہیں۔ وزارتیں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ ایکسچینج میں تغیر ہو جاتا ہے۔ ایک وقت آئیگا کہ اسی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ تغیرات ہوں گے۔ جب

سلسلہ احمدیہ کے بیت المال

میں کسی قسم کا تغیر رونما ہوگا۔ بنک آف انگلینڈ کا اثر تو صرف

ایک ملک پر ہے۔ لیکن یہ

دنیا کی ساری حکومتوں

پر اثر انداز ہوگا۔ اور اس وقت یہاں کے کارکنوں کا دنیوی رتبہ بھی اس قدر بلند ہوگا۔ کہ حکومتوں کی وزارتوں کی ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ یہ چیزیں ایک ایسے مستقبل کو پیش کر رہی ہیں۔ جسے مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے

احباب کی خدمات

کی قیمت کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ دراصل ان کی خدمات کی قیمت وہ چند روپے نہیں۔ جو بطور مشاہرہ دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ جماعت کا آئندہ شاندار مستقبل ہے۔ اور اس کا اندازہ خدا تعالےٰ ہی لگا سکتا ہے۔ بندہ نہیں لگا سکتا۔ اور جب یہ وقت آیا۔ اس وقت ان کی خدمات کا اندازہ ہو سکیگا۔ اور ان میں سے ہر ایک کام کرنے والا خواہ وہ

چپڑاسی ہو یا ناظر

الا ماشاء اللہ اس عظیم الشان عمارت کی تعمیر میں حصہ لے رہا ہے۔ بظاہر تو یہی نظر آتا ہے۔ کہ

انتہائی ترقی کے مدارج

ہم میں سے کوئی نہیں دیکھ سکیگا۔ لیکن ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد بھی اس دنیا کے تغیرات جو مومن سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اسے بتائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ حدیثوں میں آتا ہے۔ جو کوئی اسکی قبر پر جاتا ہے۔ اس کا بھی اسے علم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے کان آنے والے کے پاؤں کی آہٹ نہیں سنتے۔ لیکن اللہ تعالےٰ اسے اس کا علم ضرور دیدیتا ہے۔ اس لئے جب وہ تغیرات پیدا ہونگے۔ تو اس میں

حصہ لینے والوں

کو اس کا علم ہوگا۔ اور گو وہ اس دنیا میں نہیں ہونگے مگر پھر بھی سلسلہ کی ترقیات کو معلوم کر کے ان کی روح

خوشی اور مسرت

سے بھر جائیگی۔ اور وہ اس وقت اللہ تعالےٰ کے حضور سجدہ کریگی کہ اس نے مجھے بھی اپنے جسم کو اس میں استعمال کرنے کا موقعہ اور توفیق عطا فرمائی تھی۔

ہمارا نقطۂ نگاہ

الٰی نتائج پر نہیں۔ جو کارکنوں کو خدمات کے صلہ میں ملتے ہیں بلکہ ان تغیرات پر ہے۔ جسکا اندازہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں جنت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہاں دودھ کی نہریں ہونگی۔ باغات ہوں گے۔ مگر پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علےٰ قلب بشر۔ حالانکہ قرآن پاک جنت کے نقشوں سے بھرا پڑا ہے۔ اسی طرح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات

میں سلسلہ احمدیہ کی ترقیات کا نقشہ ہے۔ اور آپ نے تفسیریں بھی کی ہیں۔ لیکن وہ ساری قبل از وقت ہیں اور الفاظ وہ حقیقی نقشہ کھینچ ہی نہیں سکتے۔ جو آنے والا ہے۔ اگرچہ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے بادشاہ یہاں آئیں گے۔ لیکن اس کا قیاس نہیں کر سکتے۔ کہ کس طرح انکی گردنیں

احمدیت کے ہاتھ میں

دے دی جائینگی۔ گویا جزئیات کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور وہ جذبات ہم اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے۔ جو اس وقت ہوں گے۔

پس جو بھی

سلسلہ کے کاموں میں حصہ

لیتا ہے۔ وہ دراصل ایک عظیم الشان عمارت کی تعمیر میں کام کر رہا ہے اور اس کی مثال اس مونگے کی طرح ہے۔ جو جزیرہ بناتے ہیں اپنی جان ضایع کر دیتا ہے۔ کورل آئی لینڈ کی تیاری میں ایک مونگا اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ لیکن اسے کیا پتہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی

قربانی کا نتیجہ

کیا نکلنے والا ہے۔ اس کی جان ضایع ہونے سے جزیرہ تیار ہوتا ہے جس میں انسان بستے اور خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث یا اس کے غضب کے مورد ہوتے ہیں۔ لیکن مونگے کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ کہ وہ

ایک نئی دنیا

پیدا کر رہا ہے۔ اور اس طرح وہ خدا تعالےٰ کا بروز ہو جاتا ہے۔ انبیاء بھی خدا تعالےٰ کا بروز ہوتے ہیں۔ مگر مونگا بھی

اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کا بروز

ہے۔ تو جس طرح وہ مونگا جزیرہ پیدا کرتا ہے۔ اس سے بہت زیادہ مقام ہے۔ ان لوگوں کا جو الٰہی سلسلہ کے قیام کے ابتدائی ایام میں اس میں اپنی جان کو لگاتے ہیں۔ اس کے نتائج اس وقت تو ایک کھلونا ہے اور اس وقت ان پر نظر ڈالنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی منی کا کیڑا دیکھے تو اس کو گھن آئیگی۔ اور نفرت کریگا۔ قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ انسان

ایک ذلیل قطرہ

سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور ابتدائی ایام کے نتائج کی بھی بعینہٖ یہی حالت ہے اور بعض اوقات کام کرنے والا انسان خود بھی یہ خیال کرنے لگ جاتا ہے۔ کہ وہ

عمر کو ضایع

کر رہا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا ہے۔ کہ کس طرح

ایک رنگ میں دنیا کا خالق

بن رہا ہے۔ پس ابتدائی ایام میں کام کرنے والوں کا یہ مستقبل ہے۔ اور یہ ارادہ ہے۔ جو ہمارے کارکنوں کو رکھنا چاہیئے۔ اگر وہ اس کام کی عظمت کو نہیں۔ تو ان کا نقطۂ نگاہ ایسا بلند ہو۔ کہ جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔

میرزا محمد اشرف صاحب

نے بھی اس نظام میں کام کیا ہے۔ اور اس میں کام کرنے والوں کی یہ ترقی نہیں۔ کہ وہ مثلاً تیس روپیہ تنخواہ سے شروع ہو کر سو روپیہ پر پہنچ جائیں۔ یہ بھی بے شک ترقی ہے لیکن اصل چیز کے مقابلہ میں یہ بالکل ہیچ ہے۔ ہر کارکن خواہ وہ اپنی حیثیت کو کچھ ہی سمجھے بہرحال اگر اس نے اخلاص سے کام کیا ہے۔ تو وہ اس

عظیم الشان عمارت

میں بمنزلہ بنیاد کے ہے۔ جسکی عظمت کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا بعض لوگ اپنی کم علمی کے باعث اس سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ کہ وہ کسی چیز کا اس قدر بھی اندازہ کر سکیں جس قدر بیان کی جا چکی ہے۔ اور اس لئے بعض لوگ اس عظمت کو بھی محسوس نہیں کر سکتے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں بیان کی گئی ہے جنت کا جو نقشہ قرآن کریم نے بیان کیا گیا ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ وہ شخص تو کر سکتا ہے۔ جس نے شالامار باغ یا اور دوسرے فرحت افزا باغات دیکھے ہیں۔ لیکن عرب کا وہ وحشی جس کا باغ کھجور کے دو درختوں سے زیادہ نہیں ہوتا۔ وہ اس کا اندازہ بھی کرنے لگے۔ تو زیادہ سے زیادہ پانچ دس کھجوروں کے درخت پر جا کر اس کا تخیل ختم ہو جائیگا۔ اسی طرح بعض لوگ باوجود

بنیاد کی اینٹ

ہونے کے ظاہری علوم سے بے بہرہ ہونے کے باعث محسوس نہیں کر سکتے۔ کہ ان کی خدمات کے کیا نتائج نکلنے والے ہیں۔ وہ اس کام کی عظمت کو سمجھتے نہیں یا سمجھ سکتے نہیں۔ کہ وہ کتنے عظیم الشان کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کے اس دنیا میں اور اگلے جہان میں کس قدر

زبردست نتائج

نکلنے والے ہیں۔ لیکن بہرحال نہ جاننے سے کام کی عظمت میں فرق نہیں آسکتا میرزا محمد اشرف صاحب کو میں نے دیکھا ہے اور ان کی یہ بات مجھے ہمیشہ پسند آئی۔ کہ وہ اس طرح کام کرتے رہے ہیں۔ جس طرح ایک

عورت اپنے گھر میں

کام کرتی ہے۔ وہ جانتی ہے۔ کہ اس کے پاس کتنا سرمایہ ہے۔ اور وہ اس سے کس طرح بہتر سے بہتر کام لے سکتی ہے۔ اور کوشش کرتی ہے۔ کہ

قلیل سے قلیل رقم

میں ہی سب کام نپٹا لوں۔ ان کے اندر ہمیشہ یہی روح کام کرتی رہی ہے۔ کہ سلسلہ کا صیغہ مالیات

مضبوط چٹان کی طرح

ہو۔ اور چونکہ میرے اپنے خیالات کی روح بھی اسی طرف ہے اس لئے مجھے ہمیشہ خوشی ہوتی تھی۔ اور ہمیشہ اطمینان رہتا تھا۔ کہ مالیات کی باگ

ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں

ہے جو اسے صحیح طریق پر چلا رہا ہے۔ انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور ممکن ہے ان سے بھی ہوئی ہوں۔ لیکن ایسے شخص کے کاموں میں جو درد رکھتا ہے۔ اور جو

اس روح کے ساتھ

کام کرتا ہے اس کی غلطیوں کے باوجود نتائج اچھے نکلیں گے اگر تمام کارکن اس روح کے ساتھ کام کریں۔ تو بہت جلد ترقی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ

ہمارا انتظام

اس وقت کھلوتا سا ہے۔ لیکن اس میں بڑی جان ہے اور ذرا سی بات سے بھی ترقی کر سکتا ہے۔ بعض مائیں بے احتیاطی سے بچہ کی

صحت کو خراب

کر لیتی ہیں اور وہ زیادہ ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن عقلمند ماں کا اتنی ہی عمر کا بچہ اس سے کئی گنا مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے سلسلہ کے کارکن بھی اگر

عقلمند ماں والی کوشش

کریں تو یہ بچہ موجودہ سامانوں میں ہی بہت ترقی کر سکتا ہے اور اس کی صحت موجودہ صحت سے بدرجہا زیادہ بہتر ہو سکتی ہے۔ میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرزا صاحب کو اس آرام کی توفیق عطا کرے۔ جس کے لئے وہ کام سے سبکدوش ہو رہے ہیں اگرچہ اسلام کی تعلیم تو یہی ہے کہ مومن

مرتے دم تک کام

کرتا جائے۔ اور اس کے نزدیک آرام کا یہی مفہوم ہے کہ عمر کے لحاظ سے

کام کی نوعیت میں تبدیلی

ہو جائے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا کرے۔ اور ان کے بعد آنے والوں کو اور دوسرے کارکنوں کو

سچا اخلاص

عطا کرے اور اتنی بصیرت بخشے کہ وہ ان آنکھوں سے ہی جو اس وقت ملی ہوئی ہیں۔ دیکھ سکیں۔ کہ وہ کتنی بڑی عمارت ہے۔ جس کی

بنیاد کی اینٹ

کے طور پر کام کرنے کے لئے انہیں چنا گیا ہے۔؛

تاریخ اسلام

مرتدین کی سرکوبی

مسیلمہ کذاب پر حملہ

صوبہ یمامہ بحر احمر اور بحیرۂ فارس کے درمیان واقع ہے یہ سب کا سب مسیلمہ کذاب کے قبضہ میں آگیا تھا۔ اس جگہ مسیلمہ نے ایک لشکر جرار فراہم کر رکھا تھا۔ اور سجاح کی بچی کھچی فوج بھی اس کے ساتھ آشامل ہوئی تھی۔ حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور شرجبیل بن حسنہ اس کی سرکوبی پر مامور ہوئے تھے۔ لیکن دشمن کی تعداد چونکہ چالیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ جس کے مقابل پر مسلمان بہت کم تھے۔ اس لئے حضرت خالد بن ولید کی آمد تک جو صدیق اکبرؓ کے حکم سے ان کی امداد کے لئے آرہے تھے۔ وہ رکے رہے۔ اور ان کے پہنچنے پر آگے بڑھے۔ مسیلمہ کا ایک جرنیل مجاعہ بن مرارہ چند ایک آدمیوں کے ساتھ بنی عامر پر شبخون مارنے کے لئے جا رہا تھا۔ کہ اسلامی لشکر کے طلیعہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اور وہ سب کے سب گرفتار ہو گئے۔ اس کے ساتھی تو قتل کر دئے گئے۔ مگر مجاعہ کو قید میں رکھا گیا۔؛

مجاہدین کی جانبازی

مسیلمہ میدان میں نکلا۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔ کفار مرتدین نے پوری شدت کے ساتھ حملے کئے۔ بڑھتے بڑھتے حضرت خالدؓ کے خیمہ تک آپہنچے۔ اور ان کی اہلیہ کو شہید کرنا چاہا۔ لیکن مجاعہ نے اس سے باز رکھا۔ یہ حالت دیکھ کر صحابہ کرام کی رگوں میں خون کھولنے لگا اور بڑھ بڑھ کر داد شجاعت دینے لگے۔ جوش کی حالت میں کسی کو اپنے تن بدن تک کا ہوش نہ تھا خود فراموشی کا یہ عالم تھا۔ کہ مہاجرین کے علم بردار سالم کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ تو انہوں نے علم کو بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ اور جب وہ بھی علیحدہ ہو گیا۔ تو سینہ سے لگا کر اسے کھڑا رکھا تا آنکہ شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے۔ تو حضرت زید نے علم سنبھال لیا شجاعان اسلام نہایت بے جگری کے ساتھ حملے کر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید انا ابن الولید خالد بن ولید کے نعرے لگاتے ہوئے جس طرف رخ کرتے۔ صفوں کی صفیں الٹ دیتے۔ آخر کار آپ مسیلمہ کے پاس پہونچ گئے۔ اور اسے مقابلہ کے لئے للکارا۔ لیکن اس میں اتنی جرأت کہاں تھی۔ بے تحاشا میدان سے بھاگ نکلا۔ اور ایک باغ میں جا کر جہاں اس کا کیمپ تھا۔ پناہ لی۔ غازیان اسلام بھی تعاقب میں تھے ایک جانباز صحابی حضرت براء نے اپنے ساتھیوں سے کہا

کہ مجھے اٹھا کر احاطہ کے اندر پھینک دو۔ میں دروازہ کھول دونگا آخر ڈھال کے ذریعہ نیچے اتارا گیا۔ اور انہوں نے کمال شجاعت سے کام لیتے ہوئے اکیلے ہی دربانوں کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیا اسلامی فوج نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ لکھا ہے کہ اس جنگ میں حضرت براء کے جسم پر اسی سے زخم آئے۔

مسیلمہ کا قتل

یہ حالت دیکھ کر مسیلمہ یہاں سے بھی بھاگا۔ لیکن وحشی جس نے بحالت کفر حضرت امیر حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ اسکی تاک میں تھا اس نے ایسا نیزہ مارا۔ کہ مسیلمہ چاروں شانے چت زمین پر آرہا

فریب کاری سے صلح

قلعہ کے اندر اب کوئی ایسی فوج نہ تھی۔ جو مقابلہ کر سکتی۔ لیکن مجاعہ نے دھوکہ کیا۔ اور حضرت خالدؓ سے کہا۔ کہ میں قلعہ والی فوج سے مصالحت کرا دیتا ہوں اور اہل قلعہ اب مزید مدافعت کئے بغیر اطاعت اختیار کر لینگے۔ چونکہ شدید خونریزی کے باعث مسلمانوں کا بھی کافی نقصان ہو چکا تھا۔ اس لئے حضرت خالدؓ نے مزید جنگ مناسب نہ سمجھتے ہوئے اس سے اتفاق کیا۔ اس نے تمام عورتوں اور بچوں کو سپاہیانہ لباس پہنا کر اور اچھی طرح مسلح کر کے فصیل پر کھڑا کر دیا۔ اور مسلمانوں سے کہا۔ کہ یہ لوگ جنگ کرنے اور مرنے مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر ان کو کچھ گزارہ کے لئے دیدیا جائے۔ تو صلح بھی کر لینے پر آمادہ ہیں۔ حضرت خالدؓ اب چونکہ لڑائی کی کوئی خاص ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ جو مقصد تھا۔ یعنی مسیلمہ کذاب کی سرکوبی اور اس کی طاقت کو توڑنا۔ وہ حاصل ہو چکا تھا۔ اس لئے مزید خونریزی سے بچنے کے خیال سے صلح پر آمادہ ہو گئے۔ اور انہیں بہت کچھ دیدیا۔ لیکن قلعہ میں داخل ہونے پر یہ راز کھلا۔ کہ یہ سب دجل اور فریب تھا۔ ورنہ قلعہ کے اندر کوئی فوج نہ تھی۔ مجاعہ کو طلب کر کے اس سے باز پرس کی گئی۔ تو اس نے کہا۔ میں نے یہ اپنی قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے کیا ہے کیونکہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ لوگ بھوکے مر جاتے۔ میں نے قوم پروری کے خیال سے ان کے نان و نفقہ کا سامان ضروری سمجھا۔ اس لئے یہ دروغگوئی کی حضرت خالدؓ نے اسے

مسلمانوں کی طرف سے پابندی عہد

یہ معاہدہ قرار پا چکنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے ایک ایسا حکم موصول ہوا۔ جس کی تعمیل کرنے پر اس معاہدہ کی خلاف ورزی لازمی تھی۔ لیکن مسلمانوں کی پابندی عہد کا یہ عالم تھا۔ کہ حضرت خالدؓ نے خلیفہ وقت کو تمام حالات سے مطلع کر کے معاہدہ کا ذکر کیا۔ اور آپ نے سابقہ معاہدہ کی برقراری کا حکم دیتے ہوئے اپنے فرمان کو منسوخ فرما دیا۔ حالانکہ یہ معاہدہ سراسر دھوکہ اور فریب سے عمل میں لایا گیا۔ اور اگر مسلمان اسے منسوخ یا نظر انداز کر دیتے۔ تو بین الاقوامی قانون سے ان پر کوئی اعتراض نہ ہو سکتا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے نہایت دیانتداری کے ساتھ اسے بحال رکھا

بحرین پر فوج کشی

بحرین کے مرتدین بھی بہت فساد برپا کر رہے تھے۔ اور ان کی سر کوبی بھی نہایت ضروری تھی۔ اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر حضرت علاء بن حضرمی کی امارت میں وہاں بھجوایا۔ لیکن اس لشکر کو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک منزل پر سواری اور بار برداری کے تمام جانور نامعلوم کس وجہ سے یکلخت بدک گئے۔ اور رسے تڑا تڑا کر سب جنگل کی طرف بھاگ گئے بعض پر ان کے مالکوں کا اسباب بار تھا جس کے سمیت وہ بھاگ گئے۔ لیکن کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ کہ معاملہ کیا ہے مسلمان مجاہدین کو سخت تکلیف ہوئی۔ درگاہ رب العزت میں گڑگڑا کر دعا مانگی۔ اور صبح کے وقت دیکھا۔ تو سب جانور ایک چشمہ شیریں سے سیراب ہو کر خود بخود قیام گاہ کی طرف آ رہے تھے۔

مرتدین کو ہزیمت

مسلمان جب مرتدین کی فوج کے قریب پہنچے۔ تو وہاں سخت غل غپاڑہ مچا ہوا تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ سب شراب سے بدمست ہو رہے ہیں۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر فوراً حملہ کیا گیا۔ اور بہتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ باقی بھاگ گئے جن کا تعاقب کیا گیا۔ اور بعض قتل اور بعض گرفتار کر لئے گئے۔

بحرین کے بعض حالات

اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ بحرین کے لوگ عہد نبوی میں اسلام لائے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو بطور مبلغ اس علاقہ میں بھیجا تھا اور پھر ۹ھ میں جب وصولی صدقات کے لئے مختلف عامل مقرر فرمائے۔ تو آپ کو بحرین کا عامل مقرر کیا تھا۔ وہ ابھی یہاں ہی تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد منذر بن ساوی حاکم بحرین بھی فوت ہو گئے اور لوگ مرتد ہو گئے۔ جن کی سر کوبی کے لئے علاء کو ہی منتخب کیا گیا۔ آپ نے اس لڑائی کے علاوہ اور بھی بہت سی جنگیں مرتدین کے ساتھ کر کے ان کا پوری طرح قلع قمع کر دیا۔ اور علاقہ کو ان سے پاک و صاف کر کے رکھ دیا۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیق نے قیام امن کے بعد علاء بن الحضرمی کو ہی اس علاقہ کا گورنر مقرر فرمایا ان واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ابتدائی ایام میں جبکہ انکی قوت مضبوط نہ ہوئی تھی۔ کس قدر مصائب اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور پھر ساتھ ہی یہ کہ انہوں نے کس قدر اخلاص۔ استقلال اور صبر کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق کی کامیاب رہنمائی اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال تھی۔ اور اسی کی عطا کردہ بصیرت و فراست کی روشنی میں وہ کام کر رہے تھے۔

تحقیق الادیان

حقیقی توحید اور ویدک دھرم

بے جا تعلی

پنڈت واچسپتی جی ایم اے نے آریہ گزٹ (۳۰ اپریل) میں اور "پرکاش" (۲۴ اپریل) نے اپنے افتتاحیہ میں یہ تعلی کی ہے۔ کہ توحید حقیقی کی تعلیم اگر کسی مذہب نے مکمل طور پر بنی نوع انسان کو دی ہے۔ تو وہ صرف ویدک دھرم ہے۔ اسلام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسلام پر تو جو اعتراض کئے گئے۔ ان میں سے بعض کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اور بعض کا اپنے موقعہ پر پیش ہو گا۔ اس وقت یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ ویدک دھرم کے متعلق جو یہ گپ ہانکی گئی ہے۔ اس میں کہاں تک صداقت ہے۔

راجہ کی عبادت کرنے کا حکم

پنڈت دیانند یجر وید کے ادھیائے ۳۰ منتر ۲۲ کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"اے انسانو۔ جیسے عالم چھوٹے بڑے پدارتھوں کو جان کر حسب لیاقت کاروبار کو کامیاب بناتے ہیں۔ ویسے ہی اور لوگ بھی کریں۔ سب لوگوں کو چاہیئے۔ کہ رعایا کے محافظ ایشور اور راجہ کی آگیا سیون (یعنی حکم کی تعمیل) اور اپاسنا ہمیشہ کیا کریں۔ (تفسیر دیانند جلد دوم)

گویا خدا کی عبادت میں راجہ کو شریک کر لینا نہ صرف یہ کہ گناہ نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ اسے ایشور کا واجب التعمیل حکم بتایا گیا ہے۔ آریہ صاحبان بتائیں۔ کیا راجہ کی عبادت کرنا توحید کے خلاف نہیں۔ دوسری جگہ لکھا ہے

"جو عمدہ عزت کرنے والے انسان ہون وغیرہ کے افعال سے اپنے راجہ گیان وان میر مجلس کی ہی اپاسنا اور پرستش کرتے ہیں۔ وہ لوگ ایذا رساں دشمنوں کو اچھے طور جیت کر پار ہو سکتے ہیں (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۳۶ منتر ۷)

اپاسنا کسے کہتے ہیں

ممکن ہے۔ کوئی آریہ سماجی اپاسنا لفظ کی توجیہات بیان کر کے اس اعتراض سے بچنا چاہے۔ اس لئے ہم اس لفظ کی تشریح پنڈت دیانند جی کے حوالہ سے ہی پیش کرتے ہیں۔ پنڈت دیانند جی ویدوں کے ان منتروں کو نظر انداز کرتے ہوئے جنمیں مختلف چیزوں کی عبادت کا ذکر ہے۔ اور اسلامی توحید سے متاثر ہو کر ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں" اس برہم (ایشور) کو چھوڑ کر دوسرے کی اپاسنا نہیں کرنی چاہیئے" (باب ۷ ص ۲۴۳) قطع نظر اس سے کہ وید اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اپاسنا اس عبادت کو کہتے ہیں۔ جو انسان اپنے خدا کے لئے کرتا ہے۔

پرمیشور کے مساوی انسان

وحدانیت اس امر کی بھی متقاضی ہے۔ کہ کسی کو معبود حقیقی کا ہمسر اور مساوی نہ قرار دیا جائے۔ مگر تعجب ہے۔ وید اس کسوٹی پر بھی پورے نہیں اترتے۔ اور ان میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن کا یہ مفہوم ہے کہ مخلوق میں سے بعض خالق کے ہمسر ہیں۔ چنانچہ یجر وید ادھیائے ۶ کے اکیسویں منتر کا بھاوارتھ پنڈت دیانند جی ان الفاظ میں لکھتے ہیں

"میں ایشور سب آدمیوں کو حکم دیتا ہوں۔ کہ تم لوگ میرے تلیہ (برابر) وید ارگن کرم اور سو بھاؤ والے آدمی ہی کی رعایا ہو۔ اور کسی بیوقوف بدنیت کی رعایا ہونا مت قبول کرو"

ایشور مہاراج کا یہ حکم ظاہر کر رہا ہے۔ کہ انسان بھی ایسے ہوتے ہیں۔ جو صفات و افعال اور عادات میں ایشور کے برابر ہوں اور جب ایک بندہ اور پرمیشور برابر ہو گیا۔ تو پھر توحید کہاں رہی۔

ویدک ایشور کی محدود طاقتیں

پھر یجر وید ادھیائے ۳۲ منتر ۳۵ کا ترجمہ بالفاظ پنڈت دیانند جی یہ ہے:۔

"اے بے خوف میر مجلس۔ بلا دودھ کی گایوں کی طرح ہم لوگ اس متحرک اور غیر متحرک جہان کے منتظم سکھ، پرورک دیکھنے کے لائق ایشور کے برابر طاقتور آپ کے سامنے ہو کر آپ کی عزت اور تعریف کریں۔"

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویدک ایشور اتنی معمولی طاقتوں کا مالک ہے۔ کہ معمولی معمولی راجے بھی اس کے ہمسر ہو سکتے ہیں۔ اور در واقعہ میں وہ ایشور جو نہ روح کو پیدا کر سکتا ہے۔ اور نہ مادہ بنا سکتا ہے۔ اس میں طاقتیں ہی کیا ہو سکتی ہیں۔ اور اگر مہاراجے اس کے برابر ہو جائیں۔ تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

ویدک ایشور کی بیوی

اللہ تعالےٰ کی وحدانیت جو ویدک دھرم بیان کرتا ہے۔ وہ اس لئے بھی ناقابل قبول ہے۔ کہ ویدوں میں لکھا ہے۔

"اے لوگو۔ میں ایشور جیسے براہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر اور اپنے استری سیوک (بیوی۔ ملازم) وغیرہ کو اپدیش کرتا ہوں (ہیں) آپ لوگ بھی اسی طرح کریں" (یجر وید ادھیائے ۲۶ منتر ۲ تفسیر دیانند)

ویدوں کی لاثانی ہستی

ویدوں سے ایک عجیب بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں سب سے اعلیٰ و برتر ہستی دودھ دینے والی گائے قرار دی گئی ہے۔ یجر وید ادھیائے ۲۳ منتر ۴۷ میں ایک سائل وید کے رشی سے سوال کرتا ہے۔ آفتاب کی مانند کونسی روشنی ہے۔ سمندر کی طرح کونسا تالاب ہے۔ کرہ زمین پر بارش برسانے والا کون ہے۔ اور وہ کونسی ہستی ہے۔ جسکا ثانی کوئی نہیں۔ اس سوال کا جواب منتر ۴۸ میں یہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ ہستی جسکا کوئی ثانی نہیں گائے ہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ روحانیات کے متعلق جن کتابوں کی تعلیم اتنی ادنیٰ ہو۔ اور جن لوگوں کی نظر اتنی محدود ہو۔ کہ وہ ایک حیوان کو بے مثل ہستی قرار دیں۔ ان کے دماغ میں حقیقی توحید کس طرح آ سکتی ہے۔

ایڈریس منجانب محرران صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

بخدمت جناب مرزا محمد اشرف صاحب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز و جناب مرزا محمد اشرف صاحب و دیگر معزز احباب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ حضور اور دیگر معزز اصحاب کو معلوم ہو چکا ہے۔ اس اجتماع کا باعث جناب مرزا محمد اشرف صاحب کے اعزاز میں الوداعی پارٹی کی تقریب ہے مرزا صاحب موصوف اپنی عمر کا بیشتر حصہ خدمات سلسلہ عالیہ احمدیہ میں صرف کر کے یکم مئی ۱۹۳۲ء سے صدر انجمن احمدیہ کی کارکنی سے ریٹائر ہو رہے ہیں اس عرصہ میں آپ کی طرف سے جو حسن سلوک ہم جملہ محرران کے ساتھ ظہور میں آیا ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ان کی بلحاظ سلسلہ کے باقاعدہ کارکن ہونے کے جدائی کے صدمہ کو محسوس کرتے ہوئے۔ ہم اپنے قلوب میں یہ تحریک پا رہے ہیں۔ کہ اس موقع پر آپ کے سامنے اپنے مخلصانہ جذبات قلبی کا اظہار کریں۔

آپ ضلع گجرات کے ایک قصبہ بلانی کے مغل خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار جناب مولوی جلال الدین صاحب مرحوم اس خاص طبقہ کے انسانوں میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنی فراست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبل از دعویٰ اعلیٰ درجہ کا روحانی انسان ہوتا سمجھ لیا تھا۔ چنانچہ بیعت کر کے ۳۱۳ کی فہرست میں آئے اور السابقون الاولون میں شمار ہوئے۔

آپ ۱۹۰۶ء کے آخر میں قریباً ۳۸ سال کی عمر میں اپنی سابقہ فوجی ملازمت سے بحیثیت ایز دی فارغ ہو کر دارالامان میں تشریف لائے۔ اور یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے جبکہ باقاعدہ صدر انجمن احمدیہ قائم کی گئی تھی۔ دفتر محاسب میں بعہدہ محرری متعین ہوئے ذہن رسا رکھنے اور حسن خدمات کی وجہ سے جلد جلد ترقی کرتے ہوئے ۱۹۱۲ء میں ناظم یعنی آڈیٹر کے عہدہ پر متعین ہوئے۔ اس عہدہ کے فرائض جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ صدر انجمن کے تمام مالی حسابات کی پڑتال اور اس کے قواعد و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے سلسلہ کے تمام اخراجات کے بلوں کی ادائیگی کی اجازت دینا ہے

اس فرض کو نہایت محنت اور تن دہی سے ادا کرنے کے بعد ۱۹۲۲ء میں آپ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے جلیل القدر عہدہ پر فائز ہوئے۔ اور باوجودیکہ یہ عہدہ سابقہ تمام عہدوں سے نازک تر تھا۔ آپ نے اپنے فرائض کو نہایت دانشمندی سے سرانجام دیا۔ خاص کر ایسے اوقات میں جبکہ مالی لحاظ سے مشکل ترین اوقات بھی گذرے ہیں۔ اور مالی مطالبات کی سختی بہت بڑھ جاتی رہی ہے۔ آپ نے جس بردباری تحمل اور مستقل مزاجی سے قواعد صدر انجمن احمدیہ کے اندر رہ کر مطالبات کرنے والوں سے سلوک کیا ہے۔ وہ قابل ستائش ہے آپ کی طبیعت نہایت تعاون پسند تھی علاوہ ازیں ماتحتوں سے ساتھ حسن سلوک اور نگہداشت حقوق کے لحاظ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کی انجام دی ہوئی خدمات سلسلہ میں سے مندرجہ ذیل امور خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

۱۔ حسابی اور مالی معاملات میں خاص مہارت رکھنے کی وجہ سے صدر انجمن کو مالی معاملات میں نہایت مفید مشورے دیئے۔ چنانچہ موجودہ حسابی فارموں میں سے اکثر مثلاً رجسٹر روزنامچہ۔ رجسٹر خزانہ۔ رجسٹر امپیریسٹ، فارم بلہائے عملہ وسائر آپ ہی کے مجوزہ ہیں۔ جنہیں صدر انجمن نے منظور کر کے دفاتر میں رواج دیا۔ ان فارموں میں تاحال کسی قسم کی ترمیم نہ ہونا ان کے مطابق اصول۔ موزون اور مفید ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے۔

۲۔ صدر انجمن کے رائج الوقت قواعد کی ترتیب دہی میں آپ کی امداد کا بہت کچھ حصہ ہے۔

۳۔ آپ کو مالی نقطۂ خیال سے انجمن کی بہتری اور ترقی ہر وقت مد نظر رہتی تھی۔ چنانچہ امانت فنڈ گو دیر سے جاری ہے۔ مگر اس کے جمع شدہ روپیہ سے تجارتی لحاظ سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی قواعد یا ہدایات موجود نہیں تھیں۔ مگر آپ نے اس روپیہ سے جو بیکار پڑا رہتا تھا۔ افسران بالا کے مشورہ کے ساتھ تجارتی طور پر صرف کر کے انجمن کو فائدہ پہنچایا۔ چنانچہ قریب پانچ ہزار کے اس روپیہ پر منافع ہوا۔

۴۔ جماعت کی اقتصادی حالت کی بہتری کے لئے جو سکیمیں تیار ہوئیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے ماتحت ان کا اکثر حصہ آپ کی ہی دماغی محنت شاقہ کا نتیجہ ہیں۔

۵۔ آپ کی بار بار کی تجاویز پر صدر انجمن احمدیہ نے پراویڈنٹ فنڈ کا سلسلہ شروع کرنے کی منظوری عطا فرمائی۔ جو ۱۹۱۸ء سے شروع ہوا۔ ایک عرصہ تک یہ روپیہ یونہی بیکار رہا لیکن ۱۹۲۴ء سے آپ نے انجمن سے منظوری لیکر اس کی Investment شروع کی جس کے نتیجہ میں اس وقت تک کئی ہزار روپیہ منافع آچکا اس فنڈ سے جائدادیں رہن لی جا رہی ہیں۔ اور خریدی جا رہی ہیں جس سے ایک حد تک مخالفین کے قلوب میں سلسلہ کا رعب چھا رہا ہے چنانچہ اسی فنڈ کو آپ کی بار آور کوشش اور خدا تعالیٰ کے قطعی فیصلہ کی مدد سے یہ شرف حاصل ہوا۔ کہ اس کے سرمایہ سے وہ عظیم الشان مکان خریدا گیا جسے ایک پرلے درجہ کے متعصب ہندو مخالف نے مسجد اقصیٰ اور حضرت مسیح موعودؑ کے مسکن مبارک کے مابین حضور کی مخالفت اور ایذا رسانی کی نیت سے تعمیر کیا تھا۔ لیکن بفضل خدا آج یہی مکان بجائے مخالفین کی منصوبہ گاہ بننے کے حضور کی ظفریاب فوج کے لئے قلعہ کا کام دے رہا ہے۔

غرض سلسلہ احمدیہ کے ساتھ آپ کا اخلاص۔ اور اس کی خدمات میں آپ کی محنت شاقہ۔ مستقل مزاجی۔ تحمل و بردباری۔ اور تعاون پسندی ہمارے لئے نہایت قابل تقلید نمونہ ہیں۔

مکرمنا! بے شک ہمیں آپ کی اس جدائی کا صدمہ ہے مگر وہ اس خوشی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ کہ آپ ایک لمبی مدت تک قابل قدر خدمات سلسلہ سرانجام دیکر اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو رہے ہیں اس کامیاب واپسی کی تقریب پر ہم جناب کی خدمت میں خلوص دل سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کی ہر کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات کے نہایت ہی ممنون احسان ہیں۔ کہ حضورؓ نے باوجود بے حد مصروفیتوں کے ہم ناچیز خدام کی درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہمارے اس اجتماع میں تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم جملہ ناظر صاحبان و افسر صاحبان کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے یہاں تشریف لا کر اس اجتماع کو رونق بخشی ؛

بالآخر ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور دعا فرمائیں۔ کہ ہمارے ریٹائر ہونے والے افسر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوں اور جس طرح ان کے والد محترم کو شرف قربت و اخلاص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور حاصل تھا۔ اسی طرح شرف قبولیت ہمارے ریٹائر ہونے والے افسر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس اعلیٰ دربار میں حاصل ہو جو اللہ العالمین کا دربار ہے۔ اور جہا

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات
صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان
بابت ماہ اپریل ۱۹۳۲ء

تفصیل بقایا

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم بقایا
۱	بیت المال	240447-0-8
۲	طبع و اشاعت	1987-6-3
۳	بورڈران احمدیہ	479-10-9
۴	مقبرہ بہشتی	157315-0-3
۵	قرضہ	17158-0-0
۶	پراویڈنٹ فنڈ	2910-7-6
۷	ترقی اسلام	92-8-3
۸	بکساڈپو	159-14-3
	میزان	420549-13-11

تفصیل فاضلہ

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم فاضلہ
۱	بقایا پیشگی	29058-6-6
۲	جائیداد	6253-9-3
۳	ایجنسی	4850-0-0
۴	[illegible]	4265-5-6
۵	بورڈران ہائی	39-7-3
۶	ناظر اعلیٰ	16006-7-9
۷	قضاء	144-5-0
۸	افتاء	18-0-0
۹	پرائیویٹ سیکرٹری	14461-3-9
۱۰	محاسب	13133-15-6
۱۱	نور ہسپتال	4752-14-3
۱۲	دعوۃ و تبلیغ	121265-8-11
۱۳	ہائی سکول	26049-15-6
۱۴	صدقات	13823-9-11
۱۵	گرلز سکول	6050-4-9
۱۶	مدرسہ احمدیہ	25546-4-6
۱۷	جامعہ احمدیہ	16602-7-9
۱۸	منارۃ المسیح	70-0-0
۱۹	احمدیہ ہوسٹل	6538-11-0
۲۰	امور عامہ	16206-4-3
۲۱	ضیافت	42756-11-1
۲۲	تعلیم و تربیت	12461-7-0
۲۳	تالیف و تصنیف	14788-9-3
۲۴	امور خارجیہ	6830-8-0
۲۵	خلافت	16461-9-0
۲۶	تجارت	2114-4-3
	میزان	420549-13-11

(محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ریاست کشمیر کے مسلم ملازمین کی ترقی معکوس

جموں و کشمیر کی ریاست کا ہر مسلم ملازم بتیس دانتوں میں زبان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر غریب کی ترقی بھی ہوتی ہے۔ تو وہ بھی ترقی معکوس کی صورت میں۔ پچھلے دنوں اپنے جائز حقوق اور عمدہ کارکردگی کے باوجود شیخ عبدالرحیم انسپکٹر کو ڈپٹی انسپکٹر بنا دیا گیا تھا۔ ۲۶ بیساکھ کو انسپکٹر جنرل پولیس نے سرینگر سے تار کے ذریعہ مسٹر محمد عالم قاضی کو ڈپٹی انسپکٹر اور شیخ عبدالرحیم کو انسپکٹر بنا دیا۔ لیکن دوسرے روز پھر سری نگر سے تار آیا۔ کہ فی الحال ہر دو اصحاب کی ترقی منسوخ کر دی جائے۔

مولوی عبدالمجید صاحب قریشی کا تنزل

ٹھاکر کرتار سنگھ کے خلاف اگرچہ مسلمانان کشمیر نے پرزور صدائے احتجاج بلند کی۔ لیکن مسلمانوں کی بدبختی سے آپ پاشیر مال ہو ہی گئے اب آپ جو کچھ بھی کریں گے۔ پوچھنے والا کون ہے۔ شیر مال ہونے کے بعد آپ کی نظر عنایت محکمہ امداد باہمی کیطرف مبذول ہوئی ہے۔ لہذا آپ کے ایما سے ڈائرکٹر آف اگریکلچر اینڈ کوآپریشن نے اپنے کیپ کر مولوی عبدالمجید قریشی کو (جو تحریک کشمیر میں عرصہ تک ملازمت سے علیحدہ کئے جانیکا فخر حاصل کر چکے ہیں) اپنے دفتر سے نکال کر ادھم پور میں ۴۰ روپے ماہوار کا سب انسپکٹر بنک ہائے امداد باہمی بنا دیا چنانچہ ۱۱ مئی کو جب آپ نے یہ حکم دیکھا۔ تو اس کے خلاف اپیل کا حق محفوظ رکھتے ہوئے فوراً استعفیٰ پیش کر دیا۔ دفتر میں آپ ۷۵ روپے

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اخبار انقلاب چار مئی ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ احرار کی طرف سے ایک وکیل جموں میں مقدمات کی پیروی کر رہا ہے۔ اس نے کئی ملزمان کو بری کرایا ہے اور مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۲ء کے انقلاب میں اس کا نام خواجہ عبدالسمیع صاحب پال۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پلیڈر سیالکوٹ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اس کو انجمن خدام الخلق شہر سیالکوٹ کی جانب سے مقرر کیا جانا بیان کیا گیا ہے۔ چار مئی کے نوٹ میں بعض ملزمان کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ جموں خاص کے کسی مقدمہ میں وکیل مذکور نے پیروی نہیں کی۔ بلکہ محمد بخش صاحب میر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پلیڈر گوجرانوالہ کشمیر کمیٹی کی جانب سے عرصہ تقریباً چھ ماہ سے جملہ مقدمات میں پیروی کر رہے ہیں۔ اور بہت سے ملزمان ان مقدمات میں بری ہو گئے ہیں۔ اور قتل اور ڈاکہ کے مقدمہ میں چند روز میں فیصلہ سنایا جانے والا ہے۔ جس میں کہ انہوں نے نہایت ہی قابلیت سے ملزمان کی جانب سے پانچ روز تک بحث کی ہے۔ علاوہ جموں خاص کے مقدمات کے میرپور راجوری وکوٹلی کے مقدمات میں میر صاحب موصوف اور شیخ غلام غوث صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ جموں و کشمیر جو کہ ایک قابل حقانی وکیل ہیں نے اپیلیں دائر کیں۔ اور شیخ غلام غوث صاحب موصوف نے ان اپیلوں میں بحث کی جس کے نتیجہ میں بہت سے ملزمان بری کئے گئے۔ اور بعض کی سزا میں تخفیف کی گئی۔ خواجہ عبدالسمیع صاحب پال چند روز کے لئے جموں آئے۔ اور دوران سماعت اپیل ہا میں شیخ غلام غوث صاحب کے ساتھ عدالت میں کھڑے رہے۔ اس سے زیادہ کام انہوں نے ان مقدمات میں کوئی نہیں کیا۔ اب اخبارات میں یہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ ان کی پیروی مقدمات کی وجہ سے ملزمان رہا کئے گئے ہیں۔ وکیل صاحب موصوف کو احرار کا وکیل ہونے کی وجہ سے پولیس نے انتباہ کیا جس پر وکیل صاحب موصوف نے پولیس کو تحریری عذر پیش کیا۔ کہ ان کا احرار سے کوئی تعلق نہیں۔ اور وہ ذاتی طور پر چند مقدمات کی پیروی کے لئے جموں میں آئے ہوئے ہیں۔ اور جلدی ہی واپس چلے جائیں گے (نامہ نگار از جموں)

کشمیر کمیٹی کی مساعی جمیلہ

۱۴ مئی ۱۹۳۲ء کو محمد اسحاق صاحب کارکن کشمیر کمیٹی راجہ عطاء اللہ خان ہیڈ کنسٹیبل ایڈیشنل پولیس میرپور کو ساتھ لیکر ڈی۔ آئی۔ جی پولیس جموں سے ملے۔ اور ان پر ظاہر کیا۔ کہ راجہ صاحب موصوف کو محض دیفادریر [illegible] سمجھ کر غلط فہمی سے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے

[illegible]

انیس عالم

علاج ہومیوپیتھک میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ۔ روپوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں میں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات۔ ہزار ہا بار تجربہ شدہ۔ کھانے میں مزیدار۔ زود اثر۔ ہمیشہ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ چیر پھاڑ کی تکلیف سے بچانے والی۔ دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوئے ہیں آپ بھی استعمال کرائیں تو انشاء اللہ سریع التاثیر پائیں گے

قیمت خوراک ایک ماہ برائے خونی و بادی بواسیر ۲؎ دمہ ۴؎ کنٹھ مالا ۲؎ گنٹھیا ۲؎ ناسور ۲؎ پرسوت ۲؎ باؤ گولہ ۲؎ یرقان ۲؎ تلی ۲؎ سیلان الرحم ۴؎ مرگی ۲؎ ذیابیطس ۴؎ دق ۴؎ سفید داغ ۴؎ مرض سوکھا ۲؎ جریان ۲؎ دیرینہ و پیچیدہ دیگر امراض فی ہفتہ ۲؎ مقویات فی شیشی ۴؎ پوری کیفیت لکھیے۔ غریبوں کو خاص رعایت۔

پتہ:۔ انیس عالم احمدیہ دار الادویہ
بیری اکبر پور کانپور

کٹ پیس کی تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

ہماری مال اور معاملہ کے متعلق ایک معزز تعلیمیافتہ احمدی خاتون کی رائے

تحریر فرماتی ہیں۔ کہ بہ حیثیت مجموعی آپ سے معاملہ کر کے میں خوش ہوئی۔ آپ نے مال اچھا روانہ کیا۔ آپ پر میرا پورا اعتماد ہے۔ آئندہ کوشش کرونگی۔ کہ کل رقم پیشگی روانہ کر دوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ سب سے بڑھکر بات یہ ہے۔ کہ آپ نے کٹ پیس کی تجارت پچاس روپیہ کی قلیل رقم سے ممکن کر دی ہے۔ جو بہت سی غریب بہنوں کیلئے منفعت بخش ہو سکتی ہے۔ میں بلا تامل سفارش کرتی ہوں۔ کہ بہنوں سے جہاں تک ممکن ہو۔ آپ سے کاروبار کر کے فائدہ اٹھائیں۔ آپکی اس رعایت کی مشکور ہوں۔ کہ پورا کرایہ مجرا کر دیا۔

قلیل سرمایہ سے تجارت کرنے والے مریم گرما کی یکصد و دو صد روپیہ کی کٹ پیس کی گانٹھیں منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ چہارم رقم ہمراہ آرڈر آنی چاہیئے۔

امریکن کمرشل کمپنی (رجسٹرڈ) بمبئی ۱۱

حب اطہرا (رجسٹرڈ)

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی آرزو ہے۔ تو اپنے گھر میں حب اطہرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے۔ کہ اس کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گودبھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان گودبھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم نو تولہ منگوانے پر ڈیڑھ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

المشتہر۔ نظام جان عبد اللہ جان مجیب الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ایسوسی ایٹڈ پریس نے شملہ سے اطلاع دی ہے کہ سر فضل حسین کے رخصت پر جانے کے بعد نواب چھتاری ان کے جانشین مقرر نہیں ہونگے۔ بلکہ چودھری ظفر اللہ خاں اس منصب جلیلہ پر فائز ہونگے۔

کلکتہ میں محرم کا جلوس گذر رہا تھا۔ کہ ایک ہندو لڑکے نے مکان کی چھت سے تعزیہ پر پتھر پھینکا۔ جس سے مسلمانوں میں اشتعال ایک طبعی امر تھا۔ چنانچہ فریقین میں فساد ہو گیا۔ اور بیس آدمی مجروح ہوئے۔ پولیس نے مجبوراً گولی چلائی جس سے دو اشخاص کے زخم آئے۔

حکومت ہند نے مسلمانوں کے مسلسل مطالبہ کو نظر انداز کر کے کنور مہاراج سنگھ کو جنوبی افریقہ کے لئے اپنا ایجنٹ مقرر کر دیا ہے۔ آپ جسٹس دلیپ سنگھ (لاہور ہائی کورٹ) کے بھائی ہیں۔

منڈی ہائیڈرو الیکٹرک سکیم کے چیف انجینیر کرنل بیٹی معہ ایک ایگزیکٹو انجینیر کے ۱۷ مئی کو کار میں لاہور جا رہے تھے کہ بٹالہ اور دھاریوال کے درمیان کار الٹ گئی۔ اور دونوں بیہوش ہو کر گر گئے۔ راہ گذروں نے ایک لاری میں ڈال کر بٹالہ کے ہسپتال میں پہنچایا۔ جہاں کرنل صاحب کا انتقال ہو گیا۔

حکومت پنجاب کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ تعلیمی وسیاسی پروپیگنڈا کے لئے وہ دیہات میں آلات لاسلکی لگانے والی ہے فی الحال اکتوبر ۱۹۳۲ء میں ضلع لاہور کے ۷۵ دیہات میں یہ آلے تجربتاً لگائے جائیں گے۔ اور اگر تجربہ کامیاب رہا۔ تو اوائل ۱۹۳۳ء میں تمام صوبہ میں اسکی توسیع کر دی جائیگی۔

صوبہ سرحد کی لیجسلیٹو کونسل کا پہلا اجلاس ۱۸ مئی سے ایبٹ آباد میں شروع ہو گیا ہے۔ سب سے پہلے بجٹ پیش ہو رہا ہے۔

جالندھر کے قریب ایک گورے سپاہی پر شکار کرتے ہوئے لاپرواہی سے ایک جاٹ لڑکے کو گولی سے ہلاک کرنے کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ اسے ایک سال قید اور پانصد روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے جو اگر وصول ہو گیا تو مقتول کے ورثاء کو دیا جائیگا۔

امام یمن کے منجھلے صاحبزادے سیف الاسلام محمد جو ...

ہوئے ساحل بحر کے قریب ہی سمندر میں غرق ہو کر فوت ہو گئے ہیں۔

وزیر اعظم جاپان ۱۵ مئی کو اپنی قیام گاہ میں بیٹھے ایک دوست سے باتیں کر رہے تھے۔ کہ دس نوجوان جو فوجی وردیاں پہنے تھے۔ پہرہ داروں کو زخمی کر کے احاطہ میں چلے گئے۔ ایک نے قیام گاہ میں داخل ہو کر وزیر اعظم پر ریوالور سے دو فائر کر کے انہیں ہلاک کر دیا۔ اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ وزیر جنگ کو بھی ان کے مکان ... ... گیگی۔ گر وہ بچ گئے۔ کابینہ وزارت نے استعفے داخل کر دئیے ہیں۔ مگر بادشاہ نے تاحال انہیں منظور نہیں کیا۔

امیر فیصل ۱۶ مئی انگلستان سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو گئے۔ آپ نے ریوٹر کے نمائندہ سے کہا کہ میں یہاں سے ایک نہایت ہی خوشگوار یاد لے چلا ہوں۔ آپ ہالینڈ پولینڈ۔ روس۔ ٹرکی۔ ایران اور عراق ہوتے ہوئے حجاز پہنچیں گے۔

عدن سے ۱۶ مئی کی خبر ہے کہ بیس ہزار ٹن کا ایک جہاز جس میں چھ سو مسافر ہیں۔ اور چین سے مارسیلز جا رہا ہے اس وقت شعلوں کی لپیٹ میں ہے۔ امداد کے لئے دو جہاز روانہ کئے گئے ہیں۔ اور ساڑھے چار سو مسافر بچائے گئے ہیں۔ نقصان جان کی تفصیلات ہنوز موصول نہیں ہوئیں۔

نیویارک کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ کرنل لنڈبرگ کے بچہ کو اغوا کر کے قتل کرنے والوں کا پولیس کو علم ہو گیا ہے۔ اور وہ عنقریب گرفتار کر لئے جائیں گے۔

انڈیمان سے جو قیدی کچھ عرصہ ہوا اٹرڈرانہ سٹیشن سے بھاگے تھے۔ ان میں سے بنگالی تحریک کا سرغنہ رتن سنگھ ابھی گرفتار نہیں ہوا۔ ۱۶ مئی کو فیروزپور پولیس نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ لیکن اس نے ایک خندق میں پناہ لی۔ اور گولیوں کی زد سے بچ کر رات کی تاریکی میں نکل گیا۔ اس کی گولی سے ایک سپاہی مجروح ہوا۔

اودھ پور سٹیٹ کے حکمران نے انتظام ریاست کے لئے ایک کونسل مقرر کر دی ہے اور سول و کریمنل مقدمات کی اپیلوں کی سماعت کے لئے ایک جوڈیشل کمیٹی بھی قائم کی ہے۔ مسلمانان کشمیر کی قربانیوں سے تاحال انہیں تو کوئی خاطر خواہ فائدہ ہوا نہیں۔ لیکن دوسری ریاستوں کے باشندوں کو حقوق دئے جا رہے ہیں۔

مدناپور میں انقلاب پسندوں کی سرگرمیوں میں روز افزوں زیادتی دیکھ کر حکومت نے وہاں ایڈیشنل پولیس کی چوکی مقرر کر دی ہے۔ جس کے اخراجات باشندگان شہر کو دینے پڑیں گے۔

ریاست جموں کی ایک جاگیر چینینی میں ہندو دیو ... کی فتنہ انگیزی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے علاقہ قانون ... دیدیا گیا ہے۔

جموں کے ہندو مقامی یوتھ سبھا کا صدر منتخب ... کے لئے ایک عام جلسہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس امر کی ضمانت طلب کی۔ کہ اس میں سیاسیات پر بحث نہیں کی جائیگی۔ نیز کسی فرقہ کے خلاف کچھ نہیں کہا جائیگا۔

بمبئی سے ۱۸ مئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ صورت حالات میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ ایک سو دس آدمی ہلاک اور ہزار کے قریب مجروح ہو چکے ہیں۔ پچاسی مکانات کو نذر آتش کیا جا چکا ہے اور چار سو پینتیس دکانیں لوٹ لی گئی ہیں۔ سول ... نامہ نگار نے لکھا ہے کہ حملوں میں پیش قدمی ہندوؤں کی طرف سے کی جاتی ہے۔

گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس ۲۳ مئی کو ہونا تھا۔ لیکن چونکہ فرنچائز کمیٹی اور ریاستوں کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹیں اس وقت تک نہیں پہنچ سکیں۔ اس لئے اسے ملتوی کر دیا گیا ہے امید ہے یہ رپورٹیں جون میں مل سکینگی

جاپانی افواج نے ایک الٹی میٹم شائع کیا ہے کہ ایک قومی حکومت قائم کی جائے۔ اور فوج کی منظوری کے بغیر کابینہ وزارت مرتب نہ ہو۔ اس سے ملکی صورت حالات میں اور پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔

بنگال سے پھر طوفان باد و باراں کی تباہ کاریوں کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ جس سے انسانی جانوں کی ہلاکت اور نقصان کے علاوہ مویشیوں اور فصلوں کا بھی بہت نقصان ہو رہا ہے۔

ہندو اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ سلطان ابن سعود شاہ حجاز ہندوستان آ رہے ہیں۔ اور یہاں سے افغانستان۔ ایران اور عراق جائیں گے۔ ملاپ اس خبر سے بے حد پریشان ہے اس کے خیال میں یہ پروگرام تحریک پین اسلام زم کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ٹیلیگراف کے تار کاٹنے کی جو مختلف وارداتیں گذشتہ چند روز میں ہوئی ہیں۔ اس کے سلسلہ میں پولیس نے ایک نئی سازش کا انکشاف کیا ہے۔ اور ۱۲ نوجوانوں کو گرفتار کر چکی ہیں۔

اولڈ وائسریگل لاج دہلی یونیورسٹی کے حوالے کر دی گئی ہے وہ اس جگہ یونیورسٹی ہال کا کالج اور ہوسٹل بھی قائم کریگی۔

میر پور میں ۱۸ مئی کو سکھ پولیٹیکل کانفرنس اور خالصہ دیوان منعقد ہوا۔ سردار سمپورن سنگھ ایم ایل سی صدر تھے۔ سکھوں کا ... ایک وزیر بنانے ملازمتوں میں انہیں ۲۰ فیصدی دئے جانے اور ...

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر :- غلام نبی